ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک

اسلام اور علومِ جدیدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ربع مسکون پر جہالت کی اندھیری رات اس طرح چھائی ہوئی تھی کہ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ ان تاریکیوں کو رفع کرنے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہر تاباں بن کر فضائے مشرق و مغرب پر ضیا بار ہوئے۔ آپ ایک رفیع المرتبت اور عظیم الشان کتاب — "قرآنِ مجید" — لے کر آئے جس نے دنیا میں وہ عظیم انقلاب پیدا کیا جس کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ یہ کتاب صرف مذہبی احکام کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس نے روحانی و اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بے شمار علوم و معارف سے بھی روشناس کیا۔ اس کتاب نے بغیر سوچے سمجھے اور آنکھیں بند کر کے مان لینے کا حکم نہیں دیا، بلکہ عقل کو استعمال کر کے اس کے ذریعے ہستی باری تعالیٰ کو پہچاننے کا حکم دیا ہے۔ اوہامِ باطلہ اور مشرکانہ ضعیف الاعتقادیوں کی تکذیب و تردید کر کے لوگوں کو دعوت دی ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں۔ رموزِ فطرت کو سمجھنے کی کوشش کریں، زمین و آسمان کے اسرار پر غور و خوض کریں اور اجرامِ سماوی کے عقدے حل کرنے کی سعی کریں۔ اگر وہ اس پر تدبر کریں گے تو ان کی فطرتِ سلیمہ خود بخود ان کی رہنمائی اس ہستی کی طرف کر دے گی جو ان تمام اشیا کی منظم و مدبر ہے۔

قرآن اور علوم

قرآن نے علومِ دینی و دنیوی کی تفریق نہیں کی۔ تمام ان علوم کو جن کے ذریعے انسان رموزِ کائنات کو سمجھ سکے اور ہستی باری تعالیٰ تک پہنچ سکے، سیکھنا لازمی ہے۔ قرآن نے بار بار لوگوں کو علم حاصل کرنے پر ابھارا ہے۔ لفظ "علم" یا اس کے مشتقات کا تذکرہ قرآنِ کریم میں ۷۶۵ مرتبہ ہوا ہے۔ تقریباً ۷۵۰ ایسی آیات ہیں جن میں مختلف کائناتی علوم کا ذکر ہے۔ قرآن میں بجز لفظِ اللہ کے کوئی کلمہ علم سے زیادہ نہیں دہرایا گیا۔ یہ قرآن کی نظروں میں علم کی عظمت و جلالت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی، اس میں لکھنے اور پڑھنے

اور علم حاصل کرنے کی رغبت دلائی گئی۔ قرآن مجید میں ایسی آیات بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں مختلف علوم کو سیکھنے، رموزِ کائنات معلوم کرنے، اسرارِ مخلوقات پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر چند آیات درج ذیل ہیں:

۱- فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ (الطارق ، ۵)

انسان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ اس کی تخلیق کس چیز سے ہوئی۔

۲- أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ (نوح : ۱۵ تا ۲۰)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو کس طرح تہہ بہ تہہ پیدا کیا اور اس نے ان میں چاند کو روشن کیا، اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے اگایا ایک طرح کا اُگانا، پھر تم کو زمین میں ہی لوٹائے گا اور نکال کھڑا کرے گا تم کو دوبارہ، اور اللہ ہی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا ہے تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔

۳- وَفِي الْأَرْضِ آيٰتٌ لِلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ (الذاریات: ۲۰-۲۱)

اور زمین میں مومنین کے لیے نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں بھی نشانیاں ہیں، پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔

۴- أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ (ق : ۶ - ۷)

پس کیا انھوں نے آسمان کی طرف جو اُن کے اوپر ہے، غور سے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا اور آراستہ کیا ہے اور اس میں دراڑ تک بھی نہیں ہے اور ہم نے زمین کو بچھا دیا ہے، اس میں مضبوط پہاڑ کھڑے کر دیے ہیں اور ہم نے اس میں ہر قسم کی خوش نما چیزیں اُگائی ہیں۔

إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ

مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ج فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ
اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۔ (الجاثیہ : ۲ تا ۶)

بے شک آسمانوں میں اور زمینوں میں مومنین کے لیے نشانیاں ہیں اور تمھاری اور ان جانداروں کی پیدائش میں بھی جو اللہ تعالیٰ نے پھیلا رکھے ہیں، اہلِ یقین کے لیے نشانیاں ہیں۔ رات اور دن کے بدل کر آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جو رزق (پانی) نازل کیا اور اس کے لیے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کیا اور اس میں اور ہواؤں کے بدل کر لانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ یہ آیاتِ الٰہی ہیں جو ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

۶۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ط اِنَّ
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ (لقمٰن : ۳۱)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتی سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے۔ تاکہ وہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھائے۔ بے شک اس میں ہر بڑے صابر و شاکر کے لیے نشانیاں ہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (لقمٰن : ۲۹)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ ہر ایک وقتِ مقررہ پر چل رہا ہے اور اللہ تمھارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

۸۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (العنکبوت : ۲۰)

کہہ دیجیے کہ تم سب زمین میں سیر و سیاحت کرو اور پھر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بار خلقت کو کس طرح پیدا کیا۔ پھر اللہ ہی انھیں دوسری بار پیدا فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۹۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۝ اِنَّ فِیْ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۔ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

کیا انھوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں کس قدر مقدار میں اُگائی ہیں، بے شک اس میں ایک نشانی (اللہ کی قدرت کی) اور ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے۔

۱۰۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝ (الفرقان، ۴۵)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے پروردگار نے سائے کو کس طرح پھیلا دیا اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ساکن بنا دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلالت کرنے والا بنایا۔

۱۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحج، ۶۵)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے جو کچھ زمین میں ہے تمھارے تابع کیا ہے اور کشتی کو بھی جو سمندر میں اس کے حکم سے چلتی ہے، اور آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ کہیں زمین پر گر نہ پڑے مگر اس کے حکم سے، بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۲۔ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یونس : ۱۰۱)

کہہ دیجیے کہ زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس پر غور و فکر کرو اور معجزے اور عبرت ناک واقعات ان لوگوں کے کام نہیں آتے جو ایمان نہیں لاتے۔

مندرجہ بالا آیات تمام علوم پر غور و فکر کرنے کے حکم کو شامل ہیں ۔ علمِ فلک، نیچرل سائنس، پہاڑوں، دریاؤں، نباتات، آسمان، ابر، پانی، ہوا اور روح کے متعلق اعلیٰ معلومات حاصل کرنے اور ان چیزوں میں جو قوانینِ قدرت کے راز پوشیدہ ہیں ان کا پتا چلانے کی پُرزور ہدایات ان آیات سے مفہوم ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی پیدا کی ہوئی کتنی چیزوں کی قسم کھائی ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدائے پاک کو ان مخلوقات کی قسم کھانے کی کیا ضرورت تھی ؟ نوعِ انسانی ایسی چیزوں کی قسم

کھایا کرتی ہے جن سے اس کو فائدہ پہنچتا ہو اور اس بنا پر وہ ان اشیا کی قدر کرتی ہے۔ خداوند کریم نے انسان کے اس فطری میلان کی بنا پر اپنی بعض قابل قدر مخلوقات و مصنوعات کے فوائد اس پر آشکارا کرنے کا یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ ان کی قسم کھائی ہے اور اس طرح انسانوں کو ان اشیا کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ وہ انھیں پہچانیں اور ان کے فوائد سے خبردار ہو کر نفع اٹھائیں۔ ان کی قسم کھانے کا مآل صرف یہ ہے کہ انسان ان کا علم حاصل کرے اور مصنوعاتِ باری تعالیٰ کے عجائب و غرائب سے واقف ہو کر اس کی عظمت و جلالت کا قائل ہو۔

اسلام اور علوم جدیدہ

پروردگارِ عالم نے اجرامِ علوی اور ان کے خواص، روشنیوں اور مواقع کی بیسیوں قسمیں کھائی ہیں۔ اس کے بعد رات کے چلنے کی قسم یوں کھائی ہے۔ "واللیل اذا یسر" یعنی رات زمین کے گرد چلتی ہے، وہ دن کے پیچھے چلتی ہے اور دن اس کے پیچھے آتا ہے۔ ہر قمری مہینے کی پہلی رات کی قسم اس لیے کھائی کہ ان میں اندھیرے کا حصہ روشنی پر غالب رہتا ہے۔ "والنجم اذا ھویٰ" ستارہ ڈوبنے کی قسم۔ اس ڈوبنے پر تنبیہ کرنے کے لیے کھائی۔ ستاروں کے مواقع (وہ جگہ جہاں وہ واقع ہیں) اور ان کے دور کے دائروں کی بھی قسم کھائی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا "وانہ لقسم لو تعلمون عظیم" یعنی اگر تم معلوم کرو تو یہ ایک بہت بڑی قسم ہے۔ اس سے بجز اس کے اور کیا معلوم کیا جا سکتا ہے کہ قسم کھا کر انسان کو مقسم بہ کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا ہے تاکہ وہ ستاروں کے مواقع، ان کے اندازوں، دائروں اور حرکات و سکنات کی معرفت و شناخت حاصل کرے۔

فلک اور اجرامِ سماوی کی قسم کھا کر اور ان کی اہمیت کی طرف توجہ دلا کر پروردگارِ عالم نے ان چیزوں کی اہمیت بتائی ہے جو آسمان کے نیچے ہیں یا کرۂ ارضی کو محیط ہیں۔ اس سلسلے کو غبار اڑانے والی ہواؤں کے ذکر سے شروع کیا اور فرمایا "والذاریات ذروا" پہاڑوں کی قسم کھائی "والتین، وطور سینین وھذا البلد الامین"۔ گھوڑے کی بھی قسم کھائی "والعادیات ضبحا" پھر ہر ایک ذی حس اور محسوس ہونے والی چیز کی قسم کھائی اور فرمایا "وشاھد و مشھود"۔

یہ علویات اور سفلیات کی قسمیں اس بات کا فائدہ دیتی ہیں کہ خداوندِ کریم نے اپنے بندوں پر علویات و سفلیات کے بارے میں غور و فکر کرنے کا حکم صادر فرمایا ــــ ان پر حساب، ہندسہ، نجوم

طبیعات، کیمیا، علم العمران اور علم النفس وغیرہ تمام علوم کا جاننا لازمی قرار دیا ہے، اس لیے کہ مذکورہ بالا قسموں میں جو خداوند قادر مطلق نے کھائی ہیں انہی چیزوں کی طرف توجہ دلاتی ہے جو ان علوم و فنون کا ماخذ اور سرچشمہ ہیں۔

قرآن نے علوم کی طرف متوجہ کرنے کا ایک اور طریقہ بھی استعمال کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ علم کی بہت تعریف کی ہے اور اس کے مقابلے میں جہالت کی شدید مذمت کی ہے۔ خداوند کریم نے علمِ کلی اپنی ذات کے ساتھ منسوب کیا ہے اور یہ علم کی بہت بڑی تکریم ہے۔

بعینہٖ علما و فضلا کی تعریف بھی قرآن کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط (الزمر: ۹)

کہہ دیجیے کیا وہ لوگ جو علم والے ہیں اور وہ لوگ جو جاہل ہیں باہم برابر ہو سکتے ہیں۔

۲۔ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لا وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ط لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ط (آل عمران: ۱۸)

اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور اہلِ علم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، وہ (اللہ) انصاف پر قائم ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا قابلِ عبادت نہیں۔ وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

۳۔ يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ لا وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ط (المجادلہ: ۱۱)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے اور ان کے جو علم سے بہرہ ور ہیں درجات بلند کرے گا۔

۴۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط (فاطر: ۲۸)

بے شک اللہ کے بندوں سے علما ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

۵۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ج وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ (العنکبوت: ۴۳)

ان مثالوں کو ہم لوگوں کے (فائدے) کے لیے بیان کرتے ہیں لیکن انھیں صرف عالم لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اس طرح کی اور کئی آیات قرآنِ مجید میں موجود ہیں جو علم اور علما کی جلالتِ شان کو بیان کرتی ہیں اور اس طرح بالواسطہ لوگوں کو تحصیلِ علم کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علوم

قرآنِ پاک کے ان واضح احکام پر عمل پیرا ہونا مسلمان کا فریضہ ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو قرآن کے پہلے مخاطب تھے ان احکام کی تعمیل میں لوگوں کو دین کے ساتھ ساتھ علم سیکھنے پر بھی آمادہ کیا۔ آپ نے اپنے اسوۂ حسنہ اور ارشاداتِ عالیہ کے ذریعے آنے والی نسلوں کے لیے تحصیلِ علم کے بارے میں ایک دستور مرتب کر دیا اور واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا کہ اسلام کی دعوت چند خاص امور تک محدود نہیں بلکہ اسلام جملہ امور میں کمال حاصل کرنے کو مسلمان کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔ آپ مسلمانوں میں علم کی ترویج کے اس حد تک متمنی تھے کہ غزوۂ بدر میں جو قیدی آئے ان میں جو فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے لیکن لکھنے پڑھنے پر قادر تھے، انھیں اس شرط پر رہا کرنا منظور کر لیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھا دیں۔ آپ صحابہؓ کو اجنبی زبانیں سیکھنے پر رغبت دلایا کرتے تھے۔ اسد الغابہ میں مرقوم ہے کہ رسولِ کریم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو سریانی اور لاطینی زبانیں سیکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ زید بن ثابت نے صرف سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی۔ آپؐ نے تحصیلِ علم پر رغبت دلانے کے لیے جو ارشادات فرمائے ان میں سے چند اہم ارشادات درج ذیل ہیں:

۱۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔

تحصیل علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

۲۔ من سلک طریقا یطلب فیہ علما سھل اللہ بہ طریقاً الی الجنۃ۔

وہ آدمی جو علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ کو آسان کر دیتا ہے۔

۳۔ تعلموا العلم فان تعلمہ خشیۃٌ وطلبہٗ عبادۃٌ ومذاکرتہ تسبیح والبحث عنہ جہادٌ وتعلمہٗ لمن لا یعلمہٗ صدقۃ وبذلہٗ لاھلہٖ قربۃ۔

علم سیکھو، کیونکہ تحصیلِ علم خشیتِ الٰہی کے قائم مقام ہے۔ طلبِ علم عبادت ہے، اسے بار بار دہرانا تسبیح ہے علمی ریسرچ جہاد ہے، جاہل کو علم سکھانا صدقہ ہے اور اسے علم کے مستحقین تک پہنچانا صلہ رحمی ہے۔

۴۔ من سُئِلَ عن علم فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجامٍ مِنَ النّار۔

وہ آدمی جس سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے علم چھپایا تو اللہ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دے گا۔

۵۔ آپؐ نے ایک مرتبہ علم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

الانیس فی الوحشۃ والصاحب فی الغربۃ والمحدث فی الخلوۃ والدّلیل علی

السراء والضراء والسلاح على الاعداء به يعرف الحلال من الحرام وهو امام العمل والعمل تابعه۔

علم وحشت میں انیس، سفر میں ساتھی، خلوت میں ہم نشین، کشائش اور تنگی میں دلیلِ راہ اور دشمنوں کے مقابلے میں قوت ہے، اس کے ذریعے حلال و حرام کے ابین تمیز کی جا سکتی ہے۔ علم عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔

۶۔ العلم حياة الانسان وعماد الدين۔

علم اسلام کی زندگی اور دین کا ستون ہے۔

۷۔ افضل العبادة طلب العلم۔

طلب علم افضل عبادت ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف علم حاصل کرنے پر ہی رغبت نہیں دلائی، بلکہ علما کی بڑی تعظیم و تکریم بیان کی ہے۔ اس ۔۔۔ میں آپ کے چند ارشادات درج ذیل ہیں:

۱۔ انّ مثل ۔۔۔ ی الارض کمثل النجوم يهتدى به فى ظلمات البحر فاذا انطمست النجوم اوشك ان تضل الهداة۔

دنیا میں علما کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ستارے جن سے سمندروں کی تاریکیوں میں ہدایت حاصل کی جاتی ہے، جب ستارے چھپ جائیں تو خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں راہرو بھٹک نہ جائیں۔

۲۔ لموت قبيلة خيرٌ من موت عالم۔

ایک عالم کی موت سے ایک پورے قبیلے کا مر جانا بہتر ہے۔

۳۔ يشفع يوم القيامة ثلاثٌ، الانبياء، ثم العلماء، ثم الشهداء۔

قیامت کے دن صرف تین گروہ سفارش کریں گے، انبیا، علما اور ان کے بعد شہدا۔

۴۔ حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف ركعةٍ وعيادة الف مريضٍ وشهود الف جنازةٍ ۔ قيل يا رسول الله ومن قراءة القرآن؟ فقال عليه السلام هل ينفع القرآن الا بالعلم۔

کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے اور ایک ہزار مریضوں کی عیادت کرنے اور

ایک ہزار جنازوں میں شرکت کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ رسول کریم سے سوال کیا گیا، یا رسول اللہ۔ کیا تحصیل علم قرآن مجید سے بھی افضل ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن بھی تو علم کی موجودگی میں ہی فائدہ دیتا ہے۔

مسلمان اور علوم

قرآن پاک اور رسول پاک کے ان واضح ارشادات کی تعمیل میں مسلمانوں نے علوم و فنون کی تحصیل کو اپنا شعار بنالیا وہ جذبہ اپنے عرب سے نکل کر جہاں بھی گئے اس جذبے کو ساتھ لے کر گئے۔ اسلامی فتوحات کے سیلِ رواں کے سامنے دنیا کی عظیم ترین سلطنتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں مسلمان قیصر و کسریٰ کے وارث بن گئے، مسلمان جب مفتوح ممالک میں داخل ہوئے تو انھوں نے ان کے ساتھ وحشی اور جاہل اقوام کا سا سلوک نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا جس کی ہم دورِ حاضر کی مہذب و متمدن ترین اقوام سے بھی توقع نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں نے ان کے علمی مراکز کی حفاظت کی اور ان کے علما کی ہر طرح تعظیم و تکریم کی بلکہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود اپنے مفتوحین کی شاگردی حاصل کر لی اور اس میں کوئی سبکی محسوس نہ کی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کے احکام کی پیروی میں ہو رہا تھا۔ تاریخ اسلام مسلمانوں کی علم دوستی اور غیر مسلم علما کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں واقعات سے بھری پڑی ہے۔ خلیفہ ثالث عثمانؓ بن عفان، حرمۃ العنذر الطائی نامی حرانی شاعر سے مراسم رکھتے تھے۔ وہ تاریخ ملوک عجم کا ماہر تھا۔ عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کے یوحنا فیلو پونوس نامی یونانی نحوی کے ساتھ جو اسکندریہ میں مقیم تھا، تعلقات تھے۔

علید بن شریہ اور وہب بن منبہ دونوں تاریخ قدیم کے ماہر تھے اور امیر معاویہؓ کے ان کے ساتھ دوستانہ روابط تھے۔ خالد بن یزید بن معاویہ نے تختِ خلافت سے الگ ہونے کے بعد علم و حکمت کی تحصیل کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔ اس نے اسکندریہ کے عالم ماریانوس کو جو علم کیمیا کا ماہر تھا، اپنے پاس بلالیا اور اس کی شاگردی کر لی۔ عمر بن عبدالعزیز جیسے مذہبی خلیفہ تھے اس کے باوجود انھوں نے اسکندریہ کے طبی مدرسوں کو انطاکیہ اور حران منتقل کرایا اور اہرون نامی طبیب کی کتاب کو جس کا سامرجویہ نے مروان بن الحکم کے حکم سے سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا تھا، شائع کروایا۔ یہ ابتدائی دور کی چند مثالیں تھیں، بعد میں عباسی دور میں ہارون، مامون اور ان کے جانشینوں نے علوم و فنون کی نشر و اشاعت کے لیے

جو کارنامے انجام دیے وہ اظہر من الشمس ہیں اور ان کا دہرانا تحصیل حاصل ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن مجید اور رسول کریمؐ کے ارشادات کے زیر ہدایت مسلمانوں نے مختلف علوم و فنون کی طرف اپنی توجہ منعطف کر دی۔ انھوں نے تمام علوم کو سیکھا، ابتدائی دور میں ان کی حیثیت محض شاگردوں کی سی تھی۔ انھوں نے غیر اقوام کی کتابیں عربی میں ترجمہ کیں۔ ترجمے کے بعد انھوں نے مختلف علوم و فنون پر پورا پورا کمال حاصل کر لیا۔ اس کے بعد ذاتی ریسرچ شروع کی اور تھوڑے ہی عرصے میں وہ اپنے استادوں سے بازی لے گئے۔ علوم کی تاریخ میں کندی، فارابی، رازی، غزالی، جابر بن حیان، ابن الہیثم، ابن سینا، زاہراوی، البیرونی اور ایسے سینکڑوں فضلا کے نام مرقوم ہیں۔ انھوں نے یونانی اور دیگر علوم کو پڑھا اور پھر ان میں اپنی جودت طبع کی بنا پر بے پناہ اضافے کیے۔

مسلمان علما کی کتابیں عرصۂ دراز تک یورپ میں درسی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں اور ان کو یورپ کی مختلف زبانوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ دورِ حاضر میں یورپ نے علوم و فنون میں جو عظیم الشان ترقی کی اس کی بنیاد اسی علمی میراث پر ہے جو مسلمانوں نے اپنے دورِ عروج کے خاتمے پر یورپ والوں کے سپرد کی تھی۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ مسلمانوں نے یورپ کو تو جہالت و غفلت کی گہری نیند سے بیدار کیا لیکن خود خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگے، مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نیند سے جاگیں اور علوم کی دوڑ میں آگے نکلنے کی کوشش کریں، وہ اس وقت تک دنیا میں سر بلند نہیں کر سکتے، جب تک کہ دوبارہ علوم میں دنیا کے قائد نہیں بن جاتے۔ اگر وہ علوم میں آگے نکلنے کی جد و جہد کریں گے تو قرآنِ کریم اور رسول مقبول کے واضح احکام کی تعمیل کریں گے۔ ان کے لیے دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ اخروی برکتیں بھی حاصل ہوں گی، انھیں دہرا فائدہ ہوگا۔ دنیا میں عظمت اور عقبیٰ میں کامیابی۔